وَاعِظُ الْجُمُعَۃ
بدعتِ ضلالہ سے بچنا ضروری ہے
مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری
www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

بدعتِ ضلالہ سے بچنا ضروری ہے

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

بدعتِ ضلالہ سے بچنا ضروری ہے

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

بدعت کا لُغوی واصطلاحی معنیٰ

برادرانِ اسلام! کسی شَے کے عدم سے وُجود میں آنے کو بدعت کہتے ہیں، لفظ بدعت "بِدْعٌ" سے مُشتَق ہے، جس کا لُغوی معنیٰ کسی چیز کو اِیجاد کرنا ہے[1]۔ اصطلاحِ شریعت میں بدعت سے مراد وہ اعتقاد یا اعمال ہیں، جو مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ یا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دَور کے بعد اِیجاد ہوئے۔

---

(۱) "كشّاف اصطلاحات الفُنون والعلوم" حرف الباء، ۱/ ۳۱۳.

بدعت کی اقسام

عزیزانِ گرامی قدر! بدعت کی دو۲ قسمیں ہیں: (۱) بدعتِ حَسَنہ، (۲) بدعتِ سیّئہ۔

"بدعتِ حَسَنہ" سے مراد وہ نیا کام ہے، جو کسی سنّت کے خلاف نہ ہو، مثلاً کتابی صورت میں قرآنِ پاک کی اِشاعت، اور اس پر اعراب وغیرہ کا اہتمام، حدیث کی چھ۶ مشہور اور صحیح ترین کتب کی تالیف، ختمِ بخاری کا اہتمام، محفلِ میلاد کا انعقاد، چھے۶ کلمے، دینی تعلیم و تعلُّم کے لیے درسِ نظامی اور دَورۂ حدیث کے کورس، شبِ معراج، شبِ براءَت اور عیدَین سمیت تمام مبارک راتوں میں محفلِ ذکر ونعت کے اجتماعات، اور اجتماعی طَور پر شب بیداری وعبادت کا اہتمام، یہ سب بدعاتِ حَسنہ ہیں، ان میں سے کوئی کام ایسا نہیں ہے، جو خلافِ شریعت ہو، یا ان سے کسی سنّت کا ترک لازم آتا ہو۔

حضراتِ محترم! ایک ایسی ہی بدعتِ حَسَنہ کے بارے میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ﴾[1] "راہب بننا تو انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نئی چیز نکالی، ہم نے ان پر مقرّر نہیں کی تھی، ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ تعالی کی رِضا کے لیے پیدا کی تھی"۔

---

(۱) پ۲۷، الحدید: ۲۷.

امام ابنِ جریر طَبری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "رب تعالیٰ فرماتا ہے، کہ ہم نے ان پر راہب بننا فرض نہیں کیا تھا، انہوں نے راہب بننے کی بدعت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خود سے ایجاد کی تھی"[1]۔

اسی طرح علّامہ بَغَوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "انہوں نے اپنی طرف سے راہب بننا اختیار کیا، یعنی ہم نے ان پر یہ فرض نہیں کیا، لیکن انہوں نے راہب بننا اللہ کی رضا کی خاطر اختیار کیا، اور یہ رہبانیت جو انہوں نے اختیار کی، وہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنے آپ کو کھانے پینے، کپڑے پہننے، اور نکاح کرنے سے باز رکھا، اور پہاڑوں میں رہ کر عبادت کی مشقّت اختیار کی"[2]۔

جمعِ قرآن اور سنّتِ صحابہ

عزیزانِ محترم! قرآن مجید ہم مسلمانوں کی مقدّس کتاب اور صحیفۂ خداوندی ہے، جیسے جیسے اس کا نزول ہوتا رہا، نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسے تحریر کرواتے رہے، لیکن اسے کتابی صورت میں یکجا کرنے کی سعادت، خلفائے راشدین کے حصّہ میں آئی، ان کا یہ عمل ہمارے لیے سنّت اور شریعت کے عین مُطابق ہے، لہذا اسے بدعت کہنا درست نہیں۔ ایک صحیح حدیث پاک میں حضرت سیّدُنا عِرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْـمَهْدِيِّينَ

---

(۱) "جامع البيان" الحديد، تحت الآية: ۲۷، الجزء ۲۷، صـ۳۰۹.

(۲) "معالم التنزيل" الحديد، تحت الآية: ۲۷، ٤/ ۳۰۰.

الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ!» [1] "تم پر لازم ہے کہ میری سنّت اور ہدایت والے خلفائے راشدین کی سنّت کو، انتہائی مضبوطی سے تھامے رکھو!"۔

میرے محترم بھائیو! مذکورہ بالا حدیث پاک میں حضور نبئ کریم ﷺ نے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کاموں کو سنّت قرار دیا، اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھنے کی خصوصی تاکید فرمائی، لہٰذا معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی باعث نَجات ہے، اور ان کی اِیجادات بدعت نہیں، بلکہ سنّتِ صحابہ ہے۔

جمعِ قرآن کے پس منظر اور اس کی وُجوہات سے متعلّق، حضرت سیّدُنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "حضرت سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور فرمایا، کہ جنگِ یمامہ میں کثیر حُفّاظِ قرآن نے شہادت پائی ہے، اور قاریوں کے مختلف جنگوں میں شہید ہوجانے کے باعث، قرآنِ کریم کا کثیر حصہ ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے! لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآنِ کریم یکجا کرنے کے لیے کسی کو حکم فرمائیں! میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: «کیفَ تفعلُ شیئاً لم یفعَلْه رسولُ الله ﷺ؟» "وہ کام کیسے کرسکتے ہو جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟" حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم اس کام میں خیر ہے! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے وقتاً

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب السنة، باب في لزوم السنة، ر: ٤٦٠٧، صـ٦٥١.

فوقتاً یہی مُطالبہ کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اس مُعاملہ میں میرا سینہ بھی کھول دیا، اور میں بھی حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بات سے متفق ہوگیا"[1]۔

دینِ اسلام میں اچھا کام رائج کرنے کا اجر وثواب

حضراتِ ذی وقار! دینِ اسلام میں بدعتِ حسَنہ (اچھا کام) رائج کرنے کا بے حد اجر وثواب ہے، جیسا کہ حضرت سیّدُنا جریر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں، کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «مَنْ سَنَّ في الإسلام سنّةً حسَنةً، فلَه أجرُها، وأجرُ مَن عمِل بها بعدَه، مِن غيرِ أن ينقُصَ مِن أُجورِهم شيءٌ!»[2] "جو اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے، اسے اس کا ثواب ہوگا، اور اُن تمام لوگوں کا بھی ثواب ملے گا جو بعد میں اس پر عمل کرتے رہیں گے، اور اُن کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی!"۔

فقیہِ اُمّت حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: «فما رَآه المسلمُون حسَناً فهو عندَ الله حسنٌ! ومَا رأَوْه سيِّئاً فهو عندَ الله سَيِّئٌ!»[3] "جس کام کو مسلمانوں کی اکثریت اچھا جانے، وہ اللہ تعالی کے ہاں بھی اچھا ہے! اور جسے مسلمانوں کی اکثریت بُرا جانے، وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی بُرا ہے!"۔

---

(١) "صحيح البخاري" باب جمع القرآن، ر: ٤٩٨٦، صـ٨٩٤.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الزكاة، ر: ٢٣٥١، صـ٤١٠، ٤١١.

(٣) "المعجم الأوسط" باب الزّاي، من اسمه زكريّا، ر: ٣٦٠٢، ٢/ ٣٨٤.

لہذا معلوم ہوا کہ شریعتِ اسلامیہ کے مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، اچھی چیز کی ایجاد اللہ تعالی کی رضا کی غرض سے ہو تو محمود و مطلوب ہے، بشرطیکہ اس کے سبب فرض، واجب یا سنّت زائل نہ ہوں۔

دینِ اسلام میں بُرا کام رائج کرنے پر گناہ

عزیزانِ مَن! اگر کسی بدعت کے باعث کسی واجب یا سنّت کا ترک لازم آئے، یا اس کے سبب کوئی واجب یا سنّت مٹتی ہو، تو وہ "بدعتِ سیّئہ" (بُرا کام) ہے، اگر اس بدعتِ سیّئہ کے اِرتکاب سے واجب کا ترک لازم آئے، تو وہ بدعت حرام ہے۔ مثال کے طور پر اہلِ سنّت وجماعت کے سِوا، دیگر عقائد ونظریات اور باطل فِرقوں کی ایجادات[1] وغیرہ۔

اگر بدعتِ سیّئہ کے ارتکاب سے صرف سنّت کا ترک لازم آئے، تو ایسی بدعتِ سیّئہ مکروہ ہے، جیسے رمضان وعیدَین وغیرہ کے لیے چاند دیکھنے کے بجائے، صرف سائنسی بنیادوں پر تیار کیے گئے، کلینڈر (Calendar) کے ذریعے اسلامی مہینوں کے شروع یا اختتام کا اعلان وغیرہ۔

عزیزانِ گرامی قدر! بدعتِ سیّئہ کا ارتکاب سنّت کے مٹنے کا باعث ہے، اس لیے ہمیں بدعت کے مقابلے میں سنّتِ رسول کو اختیار کرنا چاہیے، کہ یہی

---

(۱) "الفتح المبين لشرح الأربعين" تحت الحديث ۵ و۲۸، صـ۱۰۶، ۱۰۷ وصـ۲۲۲. و"جاء الحق" بدعت کے معنی اور اس کی اَقسام، صـ۱۸۱-۱۸۳۔

ہمارے حق میں سب سے بہتر ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ؛ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ»[1] "جب کوئی قوم بدعت اِیجاد کرتی ہے، تو (اس بدعت کے باعث) اس کے مثل سنّت اُٹھ جاتی ہے، لہذا سنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، بدعت ایجاد کرنے سے بہت بہتر ہے!"۔

جن بُری بدعتوں کے باعث سُنتیں مٹ جائیں، وہ انتہائی مذموم اور گناہوں میں اضافے کا باعث ہیں، حضرت سیّدُنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ سَنَّ في الإسلامِ سنّةً سيّئةً، كان عليه وِزرُها ووِزرُ مَنْ عمِل بها مِن بعدِه، مِن غيرِ أنْ ينقُصَ مِن أوزارِهم شيءٌ!»[2] "جو اسلام میں کوئی بُرا طریقہ جاری کرے، اس پر اپنا بھی گناہ ہے اور اُن تمام لوگوں کا بھی گناہ ہے، جو بعد میں اس پر عمل کرتے رہیں گے، اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی!"۔

دینِ اسلام میں بدعتِ سیّئہ (بُرے کام) ایجاد کرنے کا گناہ، اور بدعتِ حسَنہ (اچھے کام) رائج کرنے کے اجر وثواب کے بارے میں، علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ "جو شخص کوئی (بُری) بدعت ایجاد کرے، اس پر اس کام میں سارے

---

(١) "مسند الإمام أحمد" حديث غُضَيف بن الحارث، ر: ١٦٩٦٧، ٦/ ٤٠، ٤١.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الزكاة، ر: ٢٣٥١، صـ٤١٠، ٤١١.

پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے، اور جو شخص اچھی بدعت نکالے، اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے"[1]۔

میرے محترم بھائیو! ایسی بدعتوں سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ نبئ کریم ﷺ کی سنّتوں کی پیروی کرے، اور کسی بُری بدعت کے باعث جو سنّتیں مٹ گئی ہوں، یا مٹ رہی ہوں، ان کے اِحیاء (زندہ کرنے) میں اپنا کردار ادا کرے۔

معمولاتِ پندرہ شعبان المعظم اور بدعتِ ضلالہ

عزیز دوستو! یہ شعبان المعظّم کا مبارَک مہینہ ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس ماہ کی پندرھویں ۱۵ شب (یعنی شبِ براءَت) کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے، یہ اَیسی مبارَک رات ہے، جس میں اللہ تعالی اَہلِ ایمان کی مغفرت فرماتا ہے، ان پر خصوصی کرم کرتا ہے، حضرت سیّدُنا ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ تاجدارِ رسالت ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ يَطْلُعُ عَلَى عِبَادِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَيُمْلِي الْكَافِرِيْنَ، وَيَدَعُ أَهْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتَّى يَدَعُوْهُ»[2] "یقیناً اللہ تعالی شعبان کی پندرھویں ۱۵ شب اپنے بندوں پر خاص تجلّی فرماتا ہے، مؤمنوں کو بخش دیتا ہے، کافروں کو ڈھیل دیتا ہے، اور

---

(۱) "ردّ المحتار على الدرّ المختار" المقدّمة، ١/ ١٩٠.

(۲) "المعجم الكبير" باب اللام ألف، ما أسند أبو ثعلبة، ر: ٥٩٣، ٢٢/ ٢٢٤.

آپس میں عداوَت رکھنے والوں کو چھوڑے رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے دل سے عداوَت نکال دیں"۔

عزیزانِ مَن! اس مبارَک رات قبرستان جانا بھی سنّت ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: ایک رات میں نے رسولِ کریم ﷺ کو نہ پایا، تو میں آپ کی تلاش میں نکلی، کیا دیکھتی ہوں کہ آپ مدینۂ منوّرہ کے قبرستان بقیع میں ہیں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟» "کیا تمہیں ڈر ہوا کہ اللہ اور اُس کا رسول تم پر ظلم کریں گے؟" میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زَوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہوں، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ»[(۱)] "اللہ تعالی شعبان کی پندرہویں شب آسمانِ دنیا پر تجلّی فرماتا ہے (جیسے اُس کی شان کے لائق ہے) اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے"۔

عزیزانِ محترم! عرصۂ دارز سے مسلمانوں کا معمول ہے، کہ شبِ تَروِیَہ (یعنی آٹھ ۸ ذی الحجہ)، شبِ عرَفہ (یعنی نو ۹ ذی الحجہ)، قربانی کی رات، شبِ عید الفطر، شبِ قدر، شبِ معراج، اور شبِ براءَت جیسی مبارَک اور اہم راتوں میں،

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الصوم، ر: ۷۳۹، صـ۱۸۷.

عبادت وریاضت کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ یہ راتیں کس قدر اَہمیت کی حامل ہیں، اس کا اندازہ اس بات سے لگا لیجیے، کہ سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے ان میں سے بعض راتوں کے بارے میں فرمایا: «خمسُ ليالٍ لا تُردّ فيهنّ الدّعوةُ: (١) أوّلُ ليلةٍ من رجب، (٢) وليلةُ النِّصف من شعبان، (٣) وليلةُ الجمعة، (٤) وليلةُ الفطر، (٥) وليلةُ النَّحر»[1] "پانچ ۵ راتیں ایسی ہیں، جن میں دعا ردّ نہیں ہوتی: (۱) رجب کی پہلی رات، (۲) شعبان کی پندرہویں ۱۵ شب یعنی شبِ براءَت، (۳) شبِ جمعہ، (۴) شبِ عید الفطر یعنی چاندرات، (۵) اور شبِ نحر یعنی ذوالحجۃ الحرام کی دسویں ۱۰ شب"۔

حضراتِ ذی وقار! ان تمام فضائل سے قطعِ نظر، بعض لوگوں کو اس بات پر شدید اعتراض ہے، کہ ان راتوں میں اجتماعی طَور پر شب بیداری کا اہتمام کرنا، مخصوص فضیلت کے حامل نوافل ادا کرنا، اجتماعی دعائیں کرنا، ان راتوں میں خصوصیت کے ساتھ سورۂ یاسین شریف کی تلاوت کرنا، قبرستان جانا، مُردوں کے اِیصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی وغیرہ کرنا، اور اَنواع واَقسام کے کھانے پکا کر ان پر فاتحہ دلانا وغیرہ جیسے متعدّد اُمور، بدعت وگمراہی پر مشتمل ہیں، جس کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ نے

---

(١) "تاريخ دِمشق" تحت ر: ٢٦٠٣، ١٠/ ٤٠٨.

ارشاد فرمایا: «كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»[1] "ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے"۔ اور بالخصوص شعبان المعظّم کی پندرہویں ۱۵ رات (یعنی شبِ براءت) کی فضیلت میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں، سب ضعیف یا باطل ہیں، لہذا ایسی ضعیف حدیثوں کو حُجّت بناکر، اس رات کی فضیلت ثابت کرنا، یا اسے تہوار کی شکل دینا قطعًا جائز ودرست نہیں!۔

بدعتِ حسَنہ اور بدعتِ سیّئہ کے ما بین نفیس فرق

حضراتِ گرامی قدر! مذکورہ بالا حدیثِ پاک سمیت دیگر جتنی بھی احادیثِ میں، بدعت اور بدعتی شخص کے لیے سخت وعیدیں بیان ہوئی ہیں، ان سے بدعتِ سیّئہ مراد ہے، جیسا کہ ایک حدیث شریف میں اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ»[2] "جو ہمارے اس دین اسلام میں وہ بات ایجاد کرے جو دین کے خلاف ہو، وہ مَردود ہے"۔

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دینِ اسلام میں ایسی بات نکالے، جو دین کے خلاف

(۱) "سنن النّسائي" كتاب صلاة العيدين، ر: ١٥٧٤، الجزء٣، صـ١٨٦.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الصلح، ر: ٢٦٩٧، صـ٤٤٠.

ہو، وہ مردود ہے"[1]۔ لہذا حدیثِ پاک سے غلط نتیجہ نکالنا، اور مطلقاً ہر نئے کام کو گمراہی قرار دینا، کسی طَور پر بھی درست نہیں۔

دوسری بات یہ کہ اگر مطلقاً ہر بدعت گمراہی ہوتی، تو سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پورے ماہِ رمضان میں، تراویح کی باقاعدہ جماعت قائم کرکے ہرگز یہ نہ فرماتے : «نِعْمَ البِدْعَةُ هَذِهِ!» "یہ تو بہت اچھی اور عمدہ بدعت ہے!"۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا ہی بدعتِ حسَنہ اور بدعتِ سیّئہ کے درمیان ایک نفیس فرق کی طرف اشارہ ہے۔

اگر بدعت کی اَقسام کے ذریعے، اچھی اور بُری بدعت کے ما بین فرق نہ کیا جائے، تو ہمیں ایک بہت بڑے علمی ذخیرے سے محروم ہونا پڑے گا؛ کیونکہ موجودہ شکل میں قرآنِ پاک کی تدوین واِشاعت، احادیثِ کریمہ اور فقہی مسائل پر مبنی ہزارہا کتب کی تالیف واِشاعت، دینی مدارس کا قیام، مخصوص نصاب کے ذریعے دینی تعلیم کا حصول، ہفتہ واری اجتماعات، درسِ قرآن، درسِ حدیث، اور ہوائی جہاز کے ذریعے حج وعمرہ کے سفر، یہ تمام اُمور بدعتِ گمراہی قرار پائیں گے، حالانکہ یہی وہ بدعاتِ حسَنہ ہیں جن کے ذریعے، چودہ سو سال قبل آنے والی تعلیماتِ دینیہ، آج اپنی اصل حالت میں ہم تک پہنچیں ہیں۔

---

(١) "مرقاة المفاتيح" كتاب الإيمان، الفصل الأوّل، تحت ر: ١٤٠، ١/ ٣٦٥.

لہذا شبِ براءَت یا دیگر مبارک راتوں میں مسلمانوں کی اجتماعی عبادت یا شب بیداری پر، اعتراض کرنے والوں کو اپنے طرزِ استدلال پر خوب غور وفکر کر کے اپنی اصلاح کرنی چاہیے! اور یہ سوچنا چاہیے کہ جس بخاری ومسلم یا کتبِ اَسماء الرجال کو بنیاد بنا کر، آپ صحیح وضعیف احادیث میں فرق کر رہے ہیں، کیا وہ بدعت نہیں ہیں؟! کیا رسولِ اکرم ﷺ یا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک دَور میں ان کتابوں کا کوئی وُجود تھا؟! یقیناً نہیں تھا، لہذا جس قاعدہ کُلیہ کے تحت آپ ان کتابوں کو جواز فراہم کرتے ہیں، اسی قانون کے تحت مسلمانوں کی اجتماعی عبادت، قرآنی خوانی، ذکر ودرود اور محفل نعت وغیرہ کو بھی قبول فرمالیجیے!۔

میرے محترم بھائیو! نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ آوارہ اور بد چلن لوگ، ساری ساری رات شرابیں پی کر شور شرابہ کرتے اور گانے بجاتے رہیں، لیکن اعتراض کرنے والوں کو کبھی ان برائیوں پر آواز بلند کرنے کا خیال نہیں آیا، لیکن دوسری طرف اسلامی تعلیمات سے بُھولا بھٹکا مسلمان، کسی بہانے دین سے قریب آرہا ہے، نماز روزے کا اہتمام کر رہا ہے، تلاوتِ قرآنِ پاک کر رہا ہے، قبرستان جاکر فکرِ آخرت کر رہا ہے، تب ان حضرات کو دین خطرے میں نظر آنے لگتا ہے!!۔

حکمت ودانائی اور وقت کا تقاضا

میرے محترم بھائیو! آج ہم جس دَور سے گزر رہے ہیں، یہ فتنہ وفساد کا دَور ہے، مسلمان روز بروز بے عملی کا شکار اور دین سے دُور ہو رہے ہیں، مساجد ویران ہو چکی ہیں، وعظ ونصیحت کی محفل میں کوئی بیٹھنے کو تیار نہیں، دینی کتب کے مطالعہ کا

ذَوق تقریبًا ناپید ہو چکا ہے، البتہ مقدّس راتوں میں عبادت وریاضت کا ذَوق وشَوق مسلمانوں میں، کسی حد تک اب بھی باقی ہے، یہی وجہ ہے کہ دینی حلقوں کی جانب سے چھوٹے بڑے پیمانے پر، اجتماعی شب بیداری اور اجتماعاتِ ذکر ونعت کا اہتمام کیا جاتا ہے، تلاوتِ قرآن، صلاۃ التسبیح، ذکر واذکار، قضا نمازوں اور نوافل کی ادائیگی کے روح پرَور اور ایمان افروز مَناظر دیکھنے کو ملتے ہیں، اور ان سب اُمور کے پیچھے صرف ایک ہی مقصد کارفرما ہوتا ہے کہ فحاشی، بے حیائی، بدعملی اور اِلحاد کی گرداب میں پھنسے مسلمان کو بحفاظت نکال کر، دینِ حنیف کے قریب کیا جائے، اور صراطِ مستقیم پر چلنے میں اسے اپنا ہمسفر بنایا جائے۔

ضعیف حدیث پر عمل کی توجیہ

عزیزانِ مَن! رہی بات ضعیف حدیث پر عمل کی، تو علمِ حدیث کی سمجھ بُوجھ رکھنے والے اس بات سے خوب آگاہ ہیں، کہ ایسی احادیث فضائل کے باب میں قابلِ عمل ہوتی ہیں۔ لہٰذا شبِ براءَت میں کی جانے والی عبادات یا معمولات پر اعتراض کرنے والوں کا یہ کہنا کہ "کسی چیز کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے حدیثِ پاک کا صحیح ہونا ضروری ہے" کسی طَور پر درست نہیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں بدعتوں سے بچنے، اور حضور ﷺ کی سنّتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرما، بدعتِ حَسَنہ اور بدعتِ سیّئہ کے باہمی فرق کو سمجھنے کے

لیے، اپنے علمائے حق سے رجوع کرنے کی سعادت عطا فرما، ہمیں ماہِ شعبان میں عبادت کرنے، اس کے آداب کا خیال رکھنے، اور گناہوں سے سچی توبہ کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن و سُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا، ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن و خوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک و قوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد و اتفاق اور محبت و الفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی و چھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کر دے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.